

آئین پاکستان اور بنیادی انسانی حقوق (سیرت کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ)

Constitution of Pakistan and Fundamental Human Rights (Analytical study in the light of Seera)

ڈاکٹر سید عبدالغفار بخاری

ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

Abstract

This research paper undertakes an analytical study of the Constitution of Pakistan, with a specific focus on its provisions regarding fundamental human rights, drawing insights from the Seera. The objective of this study is to examine how the principles of human rights in Pakistan's constitution align with the ethical and moral guidelines laid out in the Seera. The Constitution of Pakistan serves as the supreme law of the country and guarantees various fundamental human rights to its citizens. These rights encompass a wide range of civil, political, economic, social, and cultural liberties. The Seera provides a rich source of moral and ethical principles that emphasize justice, compassion, and equality, which are central to the concept of human rights. This research paper will delve into the specific articles and clauses of the Constitution of Pakistan that pertain to human rights, comparing and contrasting them with the teachings and practices of the Prophet Muhammad (SAW). It will explore how these rights are protected, promoted, and implemented in Pakistan's legal and social framework and whether they align with the ideals and values of the Seera. Furthermore, the study will discuss any challenges or discrepancies in the implementation of these rights, as well as potential areas for improvement. It aims to contribute to the ongoing dialogue on human rights in Pakistan and how they can be better aligned with the principles of justice and compassion found in the Seera.

Keywords: Constitution of Pakistan, fundamental human rights, Seera, justice, ethics, equality, implementation, challenges

فصل اول حق کا مفہوم، اقسام اور بنیادی انسانی حقوق حق کا لغوی مفہوم

لفظ "حق" مفہوم کے اعتبار سے اپنے اندر بہت وسعت رکھتا ہے۔ ماہرین لغت کے نزدیک "حق" کے لغوی معنی ہیں سچائی، راستی، یقین، انصاف، ثابت شدہ۔ اس کی جمع "حقوق" ہے۔ لسان العرب میں ہے:

الْحَقُّ الْمَعْلُومُ بِالنَّصِّ وَالْحَقُّ الْمَعْلُومُ بِالْبَيِّنَاتِ وَالْحَقُّ الْمَعْلُومُ بِالْأَدْلَى وَالْحَقُّ الْمَعْلُومُ بِالْأَكْثَرِ وَالْحَقُّ الْمَعْلُومُ بِالْأَكْثَرِ وَالْحَقُّ الْمَعْلُومُ بِالْأَكْثَرِ

تاجب: "حق" کا مطلب باطل کی مخالفت ہے، اور اس کی جمع "حقوق" اور "حقائق" ہے۔ "حکم کا حق" کو ایک

فرض اور یقین کی تکمیل کے طور پر سمجھا جاسکتا ہے، جس کے تحت یہ ایک ایسا حق بنتا ہے جس پر شک نہیں کیا جاسکتا۔ قرآن کریم کے سیاق و سباق میں، اس سے مراد بیان کی تصدیق اور اس کے استحکام کی طرف ہے، جیسا کہ کہا گیا تھا: "جسے کہنے کا حق ہے وہ کہے"، جس کا مطلب ہے کہ اس کی بات صحیح اور ثابت ہے۔

حق کا اصطلاح مفہوم

حق کے کئی تصورات ہیں جو اس نقطہ نظر کے لحاظ سے مختلف ہیں جس سے ہم اس اصطلاح کو دیکھتے ہیں۔ بعض نے انسانی حقوق کی تعریف یوں کی ہے:

"... حقوق ہیں جو افراد کو ان کی فطرت کے لحاظ سے بطور انسان فراہم کیے گئے ہیں۔ ان حقوق میں بنیادی حقوق جیسے زندگی کا حق اور مساوات کا حق، انسانی فطرت سے متعلق دیگر حقوق کے علاوہ جو بین الاقوامی کنونشنوں اور اعلامیوں میں مذکور ہیں۔"

علامہ عیسیٰ احمد نے حق کی اصطلاحی تعریف یہ بیان کی گئی ہے کہ:

"حق وہ مخصوص مصلحت ہے جو کسی صاحب کے لیے شریعت نے مقرر کی ہو اور اس کا اعتراف کیا ہو خواہ اس حق سے اس کی مادی مصلحت وابستہ ہو یا علمی۔" (3)

بنیادی انسانی حقوق کی اقسام

بنیادی انسانی حقوق کی دو اقسام ہیں: 1۔ اخلاقی حقوق 2۔ قانونی حقوق

1۔ اخلاقی حقوق سے مراد وہ حقوق ہیں جن کی ادائیگی پر معاشرے میں اخوت اور ہمدردی کے جذبات پروان چڑھتے ہیں۔ جیسے بڑوں کا احترام، مریضوں کی تیمارداری، بچوں سے پیار، ہمسائیوں سے حسن سلوک، مسلمانوں کی دعوت کو قبول کرنا، مسلمان بھائی کے جنازے میں شرکت کرنا، قرابت داروں سے حسن معاملہ، مصیبت و پریشانی میں دوسروں کا ساتھ دینا، مہمانوں کی خاطر تواضع، دوسروں سے خندہ پیشانی سے پیش آنا وغیرہ۔ ان تمام حقوق کا تعلق انسان کی باطنی کیفیات سے ہوتا ہے اور شاید یہ گرفت سے ماورا ہوتے ہیں۔ اس لیے قانون کے دائرہ عمل میں شامل نہیں ہیں۔

2۔ قانونی حقوق سے مراد وہ حقوق ہیں۔ جن کی بنیاد قانون پر ہوتی ہے اور قانون کے ذریعے ہی ان کا تعین اور حفاظت کی جاتی ہے، ان حقوق کو ریاست تسلیم کرتی ہے اور ریاست کی جانب سے ہی یہ شہریوں کو عطا کیے جاتے ہیں اور ریاست ہی ان حقوق کی ذمہ دار ہوتی ہے اور ان حقوق کی خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف قانونی چارہ جوئی ہو سکتی ہے اور عدالت خلاف ورزی کرنے والوں کو سزا بھی دی دے جاسکتی ہے۔ ان حقوق کی بنا پر ریاست کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ شہریوں کی وفاداری حاصل کرے کیونکہ ریاست اگر حقوق عطا کرتی ہے تو ان حقوق کی حفاظت کے لیے ضروری ہے کہ ریاست کے شہری اس کے وفادار ہوں۔

قانونی حقوق کی آگے دو اقسام ہیں: 1۔ شہری حقوق 2۔ سیاسی حقوق

1۔ شہری حقوق

ایسے حقوق جن کا تعلق شہری زندگی سے ہوتا ہے، مثال کے طور پر جان و مال کا تحفظ، عزت و آبرو کا تحفظ، ذاتی زندگی کا تحفظ، معاشی و کاروباری تحفظ کا حق، تعلیم کا حق، حصول انصاف کا حق اور علاج معالجہ کا حق وغیرہ۔ ہر شخص ان حقوق کے حصول کا حق رکھتا ہے۔

2۔ سیاسی حقوق

وہ حقوق جن کی بدولت ہر شخص ملکی نظم و نسق میں شامل ہو سکتا ہے۔ سیاسی حقوق میں رائے دہی کا حق، الیکشن میں حصہ لینے کا حق، سرکاری ملازمت کا حق اور حکومت کا احتساب کا حق حاصل ہوتے ہیں۔ نیز اپنی سیاسی جماعت بنا سکتا ہے اور لیڈر کا انتخاب کر سکتا ہے۔ یہ حقوق کسی بھی ریاست کے صرف اپنے شہریوں کو حاصل ہوتے ہیں۔ اس میں غیر ملکی شہری شامل نہیں ہوتے۔⁽⁴⁾

حق کی ایک دوسری تقسیم

حق سے مراد وہ حکم ہے جو ثابت ہو پھر ہر حکم کا تعلق یا تو حقوق اللہ سے ہو گا یا حقوق العباد سے ہو گا۔ پس حقوق اللہ سے وہ حقوق مراد ہیں جو خالص اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ مختص ہوں۔ مثلاً توحید، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کی ادائیگی وغیرہ اور حقوق العباد سے مراد خالص وہ حقوق ہیں جو بندوں کے ساتھ مختص ہوں۔ ان حقوق میں والدین، اولاد، بیوی، رشتہ دار، یتیم، مسکین، مسافر، اہل حاجت، ہمسایہ، سائل، قیدی کے حقوق اور اجتماعی و معاشرتی حقوق کا وسیع تصور شامل ہے۔⁽⁵⁾

اسلام کا فلسفہ حقوق

انسانی حقوق کے متعلق اسلام کا تصور افاقی اور یکساں نوعیت کا ہے جو زمان و مکان کی تاریخی و جغرافیائی حدود سے ماورا ہے۔ اسلام میں حقوق انسانی کا منشور اللہ کی طرف سے عطا کر دہ ہے اور اس نے یہ تصور اپنے آخری پیغمبر حضرت

محمد ﷺ کی وساطت سے دیا ہے۔ اسلام نے ذات پات، نسل، رنگ، جنس، زبان، حسب و نسب اور مال و دولت پر مبنی تمام امتیازات کو جڑ سے اکھاڑ کر تمام انسانوں کو ایک دوسرے کے ہم پلہ قرار دیا ہے خواہ امیر ہوں یا غریب، سفید ہوں یا سیاہ، مرد ہو یا عورت اسلام کی نظر میں تمام محترم و مکرم ہیں اور ان کو برابری کی سطح پر حقوق عطا کیے گئے ہیں۔ اسلام کے عطا کردہ حقوق اللہ کی طرف سے ایک انعام ہیں اور ان کے حصول میں انسانوں کی طرف سے محنت و کوشش اور جستجو کا کوئی عمل دخل نہیں۔ ان میں نہ تو کوئی کمی کر سکتا ہے نہ بیشی اور یہ تمام تر حقوق اسلامی ریاست کے اندر رہنے والے افراد کو بلا امتیاز حاصل ہوتے ہیں کوئی شخص ان کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا اور نہ اپنی مرضی سے ان میں رد و بدل کر سکتا ہے۔ حقوق و فرائض بین بین چلتے ہیں جو ایک شخص کا فرض ہوتا ہے تو دوسرے کا حق ہوتا ہے۔ اس لیے اسلام حقوق کے ساتھ فرائض کی ادائیگی پر بہت زور دیتا ہے۔ اسلام نے انسانی حقوق کو بے حد اہمیت دی ہے۔ انسان کو شرف و تکریم سے نوازا گیا ہے اور اس کو انعامات و نوازشات الہیہ کے باعث اعلیٰ مرتبہ کمال تفویض کیا گیا ہے۔ اس حوالے سے کوئی اور مذہب اور نظام اس کا ہم پلہ کا نہیں ہے۔

آپ ﷺ کی تعلیمات عالمگیر ہیں۔ آپ ﷺ تمام انسانیت کی وحدت اور اجتماعیت کے قائل تھے اور انسانی معاشرے میں ہر طرح کی تمیز، فرقہ واریت، گروہیت کو انسانی وحدت کے لیے مضر قرار دیتے تھے۔ آپ ﷺ نے عملی طور پر بھی اس پر عمل کر کے دکھایا۔ آپ ﷺ انسانی معاشرہ کو ہر طرح کی عصبيت، تعصب اور عداوتوں سے پاک کر کے اس کو وحدت کی لڑی میں پرونا چاہتے تھے۔ آپ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے عظیم الشان تاریخی خطبہ میں بھی عصبيت کے خاتمے اور وحدت انسانی کا درس دیا۔

”وَاللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَلِّ عَلَىٰ خَلْقِكَ الْكَافَّةِ وَالْعَالَمِ كُلِّهِ“ (6)

اے لوگو! خبردار بے شک تمہارا خدا ایک ہے اور بے شک تمہارا باپ ایک ہے۔ خبردار کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کسی سفید کو سیاہ پر اور کسی سیاہ کو سفید پر کوئی فضیلت نہیں سوائے تقویٰ و پرہیزگاری کے۔

احترام آدمیت اور نوع بشر کی برابری کے نظام کی بنیاد ڈالنے کے بعد اسلام نے اگلے قدم کے طور پر عالم انسانیت کو مذہبی، اخلاقی، معاشی، معاشرتی اور سیاسی شعبہ ہائے زندگی میں بے شمار حقوق عطا کئے۔ انسانی حقوق اور آزادیوں کے بارے میں اسلام کا تصور آفاقی اور یکساں نوعیت کا ہے جو زمان و مکاں کی تاریخی اور جغرافیائی حدود سے ماوراء ہے۔

اسلام اور مغرب کے فلسفہ انسانی حقوق میں بنیادی فرق یہ ہے کہ اسلام میں انسان کو جو حقوق حاصل ہیں اللہ قادر مطلق کی طرف سے ہیں جو خالق کائنات ہے اس نے انسان کی طبعی ضروریات کے عین مطابق اس کے حقوق و فرائض اس

انداز سے متعین کیے ہیں جس سے معاشرہ حقیقی امن و سکون کا گہوارہ بن جاتا ہے جبکہ مغربی حقوق کا تصور ایک غیر نظریاتی تصور ہے جس میں انسان کے حقوق و فرائض کا دائرہ کار ریاست کی قانون ساز اسمبلی کے ممبران متعین کرتے ہیں جبکہ اسلامی نقطہ نظر سے اقتدارِ اعلیٰ کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور انسان خدا کا نائب ہے۔ انسان کے پاس جو اختیارات ہیں وہ اللہ کی طرف سے اسکے پاس بطور امانت ہیں۔ اسلامی ریاست کا قانون قرآن و سنت ہے لہذا کوئی شخص بھی قرآن و سنت میں متعین حقوق کو نہ چیلنج کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی قانون ساز ادارہ ان میں ترمیم یا تخفیف کر سکتا ہے ہاں جدید ضروریات و تقاضوں کے پیش نظر تفویض شدہ حقوق میں اضافہ کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ قرآن و سنت کے منافی نہ ہو۔ اسلام نے جو حقوق انسان کو عطا کیے ہیں وہ صرف مسلمانوں کے لیے نہیں بلکہ حقوق کے دائرہ کار میں مسلم اور غیر مسلم سبھی شہری برابر ہیں۔ اسلام کے حقوق کا دائرہ کار صرف انسانوں تک ہی محدود نہیں بلکہ جانوروں تک کو حقوق عطا کیے ہیں اور انسانوں کو جانوروں کے حقوق کی ادائیگی کا پابند کیا ہے اور ان کے حصص تلفی کرنے والے کو گنہگار ٹھہرایا ہے۔

اسلام میں حقوق انسانی کا منشور اللہ تعالیٰ اللہ کا عطا کردہ ہے۔ اس کے تفویض کردہ حقوق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک انعام کے طور پر عطا کئے گئے ہیں اور ان کے حصول میں انسانوں کی محنت اور کوشش کا کوئی عمل دخل نہیں۔ دنیا کے دیگر معاشرتی و سیاسی نظام حق کے احترام و ادائیگی کی اس بلندی و رفعت کی نظیر پیش نہیں کر سکتے جس کا مظاہرہ تعلیمات نبوی میں نظر آتا ہے۔ اسلام کا فلسفہ حقوق دیگر نظام ہائے حیات کے فلسفہ حقوق سے بایں طور مختلف و ممتاز ہے:

1- دنیا کے قانون سازوں کی طرف سے دیئے گئے حقوق کے برعکس یہ حقوق مستقل بالذات اور ناقابل تنسیخ ہیں۔ انہیں کسی عذر کی بناء پر تبدیل، ترمیم یا معطل نہیں کیا جاسکتا۔

2- اسلام مطالبہ حق کی بجائے یتائے حق کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلام کی بنیادی تعلیم یہ ہے کہ ہر شخص اپنے اوپر عائد دوسرے افراد کے حقوق کی ادائیگی کے لئے کمر بستہ رہے۔ اور یہاں تک کہ وہ صرف حق کی ادائیگی تک ہی محدود نہ رہے بلکہ اس ادائیگی کو حد احسان تک بڑھا دے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝﴾ (7)

بے شک اللہ (تمہیں) عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔

مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں مذکور عدل اور احسان کی دو اصطلاحات ہیں۔ عدل کا مفہوم تو یہ ہے کہ وہ حقوق جو شریعت اور قانون کی رو سے کسی فرد پر لازم ہیں وہ ان کی ادائیگی کرے جبکہ احسان یہ ہے کہ فرض و عائد حقوق سے بڑھ کر بھی وہ دوسرے افراد معاشرہ سے حسن سلوک کرے۔ اور یہی تصور احسان انسانی معاشرے کو سراپا امن و آشتی بنانے کی ضمانت فراہم کرتا ہے کیونکہ ایک فرد کا فرض دوسرے کا حق ہے جب ہر فرد اپنے فرائض کو ادا کرے گا یعنی دوسرے کے

حقوق پورا کرنے کے لئے کمر بستہ رہے گا تو لامحالہ معاشرے میں کسی طرف بھی حقوق کی عدم ادائیگی کی وجہ سے مطالبہ حقوق کی صدا بلند نہ ہوگی، اور پورے معاشرے کے حقوق از خود پورے ہوتے رہیں گے اور اس طرح معاشرہ قانون کی حکمرانی اور انسانی حقوق کے احترام کا آئینہ دار بن جائے گا۔

3۔ حقوق انسانی کا جامع تصور جس میں حقوق و فرائض میں باہمی توازن پایا جاتا ہے۔ اس بنیادی تصور کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہی کئی مغالطوں نے بھی جنم لیا۔ حقوق و فرائض کے مابین توازن ہی کے سبب سے بعض اوقات ظاہر احقوق کے مابین عدم مساوات نظر آتی ہے حالانکہ درحقیقت ایسا نہیں۔ حقوق کے باب میں مرد و عورت میں کوئی تمیز روا نہیں رکھی گئی۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿يَرْبِيهِنَّ حَتَّىٰ يَخْضِبْنَ بُرُوسَهُنَّ﴾⁽⁸⁾

اور دستور کے مطابق عورتوں کے مردوں پر اسی طرح حقوق ہیں جیسے مردوں کے عورتوں پر۔ البتہ عورتوں اور مردوں کے حصہ ہائے وراثت میں موجود فرق بھی ایک خاص حکمت کی وجہ سے ہے۔ چونکہ مرد ہی خاندان کی کفالت اور دیگر امور کا ذمہ دار ہے جبکہ عورت کو اس ذمہ داری سے مبرا قرار دیا گیا لہذا وراثت میں مرد کا حصہ بھی دوگنا کر دیا گیا تاکہ وہ اپنی معاشی و کفالتی ذمہ داریوں سے بطور احسن عہدہ برآ ہو سکے۔ 4۔ اسلام نے بعض امور کو ان کی قانونی و معاشرتی اہمیت کے پیش نظر حق نہیں بلکہ فرض قرار دیا اور ان کی عدم ادائیگی پر سزا کا مستوجب ٹھہرایا ہے مثلاً شہادت (گواہی)۔ اسلام میں گواہی دینا مردوں پر فرض ہے:

﴿يَدْعُوْنَ لِقَابِ ذِي قَبْلِ ذٰلِكَ فَصَدَّقُوا بِالْحَقِّ مِنْ اٰيٰتِهٖ﴾⁽⁹⁾

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جس نے اس گواہی کو چھپایا جو اس کے پاس اللہ کی طرف سے موجود ہے۔ معاشرے میں قانون کی حکمرانی کے لئے گواہی کا شفاف اور موثر نظام لازمی عنصر کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لئے اسلام نے مردوں کو ہر حال میں گواہی دینے کا پابند بنایا جبکہ دوسری طرف عورتوں کو ان کی ذمہ داریوں کے فطری فرق کے پیش نظر اس ذمہ داری سے مبرا قرار دیا اور گواہی کو فرض کی بجائے ان کا حق قرار دیا۔ اور اسی لئے اس کی شرائط بھی مختلف کر دیں۔ یہاں مرد و عورت کے حقوق میں امتیاز مقصود نہیں بلکہ گواہی کے نظام کو موثر بنانا مقصود ہے حالانکہ بعض معاملات میں صرف عورتوں ہی کی گواہی معتبر ہوتی ہے۔

فصل دوم آئین پاکستان اور بنیادی انسانی حقوق

قبل اس سے کہ آئین پاکستان کے بنیادی انسانی حقوق کا جائزہ لیا جائے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کے آغاز و ارتقاء کو بیان کیا جائے۔

1940ء میں ایچ جی ویلز (H.G.Wells) نے انسانی حقوق کے ایک منشور کو جاری کرنے کی تجویز پیش کی اور 1941ء میں منشور اوقیانوس (Atlantic Charter) پر دستخط ہوئے جس کا مقصد بقول چرچل ”انسانی حقوق کی علمبرداری کے ساتھ جنگ کا خاتمہ تھا“ 1946ء میں فرانس نے 1789ء کے منشور انسانی حقوق کو اپنے دستور میں شامل کیا اور اسی سال جاپان نے بھی انسانی حقوق کو دستور میں شامل کیا۔ 1947ء میں اٹلی نے اپنے دستور میں بنیادی انسانی حقوق کو شامل کیا۔ اقوام متحدہ (UNO) نے بہت سے مثبت اور تحفظاتی حقوق کے متعلق قراردادیں پاس کیں۔ چنانچہ عالمی منشور حقوق انسانی 10 دسمبر 1948ء کو منظر عام پر آیا۔ اس کے دیباچے میں درج ہے کہ اس منشور کا مقصد ”انسانی حقوق کا احترام قائم کرنے اور نسل و صنف یا زبان و مذہب کا امتیاز کیے بغیر تمام انسانوں کو بنیادی آزادیاں دلوانے کے کام میں بین الاقوامی تعاون کا حصول ہے نیز فرد انسانی کی عزت و اہمیت میں مردوں اور عورتوں کے حقوق میں مساوات قائم کرنا۔“

یہ وہ منشور ہے جس میں وہ تمام حقوق سمودیئے گئے ہیں جو مختلف یورپی ممالک کے دساتیر میں تھے۔ دسمبر 1946ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ایک قرارداد پاس کی جس کی رو سے نسل کشی کو بین الاقوامی قانون کے خلاف ایک جرم قرار دیا گیا۔ دسمبر 1948ء میں نسل کشی کے اسداد اور سزا دہی کے لئے ایک قرارداد پاس کی گئی اور 12 جنوری 1951ء سے اس کا نفاذ ہوا۔ اس کے بعد جوں جوں مملکتوں کو آزادی ملی مختلف قسم کے حقوق کا اضافہ ہوتا گیا اور اعلانات ہوتے گئے۔ 1954ء میں سٹیٹ لیس پرنس (Stateless prinss) کے حقوق کا بل منظر عام پر آیا۔ اس کے بعد غلامی کے خاتمے کا اعلان ہوا۔ 1957ء میں بے حرمتی کے خلاف قانون بنا پھر شادی شدہ خواتین کے حقوق کا بل منظور ہوا۔ 1958ء میں ملازمتوں اور پیشوں کے حوالے سے بل منظور ہوا۔ 1960ء میں نسلی تعلیم کے خلاف بل پاس ہوا۔ 1961ء میں تنظیم سازی کی منظوری کا بل منظور ہوا اور نسل کشی کے خلاف بل پاس ہوا۔ 1962ء میں ہر ملک کو اس کے قدرتی وسائل پر تصرف کا حق دے دیا گیا۔ علاوہ ازیں خلائی تحقیق میں سب ممالک کو حصہ لینے کا حق اور عورتوں کے سیاسی حقوق کو تسلیم کیا گیا۔ اور ان سب حقوق کو کنونشنوں کے ذریعے منظور کیا گیا۔

گویا بنیادی انسانی حقوق کا سفر گیارہویں صدی عیسوی میں برطانیہ سے 1037ء میں شروع ہوا اور 1948ء کو اقوام متحدہ کی جانب سے جاری کردہ ”منشور انسانی حقوق“ پر ختم ہوا۔ گویا گیارہویں صدی عیسوی میں شروع ہو کر بیسویں صدی عیسوی میں ارقاء پذیر ہوا۔

1947ء میں وطن عزیز وجود کے آنے کے بعد ایک متفقہ آئین بنانے کی سعی کی گئی بالآخر 1973ء میں منفقہ طور پر ملک کا موجودہ آئین بنا، جو شہریوں کے بنیادی حقوق کا ضامن ہے۔ آئین پاکستان میں بنیادی انسانی حقوق کی دفعات تفصیل سے بیان کی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

بنیادی حقوق کے نقیض یا منافی قوانین کا عدم ہوں گے۔

(1) کوئی قانون، یا رسم و رواج جو قانون کا حکم رکھتا ہو، تناقض کی اس حد تک کا عدم ہو گا جس حد تک وہ اس باب میں عطا کردہ حقوق کا نقیض ہو۔

(2) مملکت کوئی ایسا قانون وضع نہیں گے گی جو بایں طور عطا کردہ حقوق کو سلب یا کم کرے اور ہر وہ قانون جو اس شق کی خلاف ورزی میں وضع کیا جائے اس خلاف ورزی کی حد تک کا عدم ہو گا۔

(3) اس آرٹیکل کے احکام کا اطلاق حسب ذیل پر نہیں ہو گا۔

(الف) کسی ایسے قانون پر جس کا تعلق مسلح افواج یا پولیس یا امن عامہ قائم رکھنے کی ذمہ دار دیگر جمعیتوں کے ارکان سے ان کے فرائض کی صحیح طریقے پر انجام دہی یا ان میں نظم و ضبط رکھنے سے ہو؛ یا

(ب) ان میں سے کسی پر

(اول) جدول اول میں مصرحہ قوانین جس طرح کی یوم نفاذ سے عین قبل نافذ العمل تھے یا جس طرح کہ مذکورہ جدول میں مصرحہ قوانین میں سے کسی کے ذریعے ان کی ترمیم کی گئی تھی؛

(دوم) جدول اول کے حصہ 1 میں مصرحہ دیگر قوانین؛

اور ایسا کوئی قانون یا اس کا کوئی حکم اس بناء پر کا عدم نہیں ہو گا کہ مذکورہ قانون یا حکم اس باب کے کسی حکم کے تناقض یا منافی ہے۔

(4) شق (3) کے پیرا 1 (ب) میں مذکورہ کسی امر کے باوجود، یوم آغاز سے دو سال کے اندر متعلقہ مقننہ (جدول اول کے حصہ 2 میں مصرحہ قوانین کو اس باب کی رو سے عطا کردہ حقوق کے مطابق بنائے گی۔

مگر شرط یہ ہے کہ متعلقہ مقننہ قرارداد کے ذریعے دو سال کی مذکورہ مدت میں زیادہ سے زیادہ چھ ماہ کی مدت کی توسیع کر سکے گی۔

تشریح: اگر کسی قانون کے بارے میں مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) متعلقہ مقننہ ہو تو مذکورہ قرارداد قومی اسمبلی کی قرارداد ہوگی۔

(5) اس باب کی رو سے عطا کردہ حقوق معطل نہیں کیے جائیں گے بجز جس طرح کہ دستور میں بالصرحت قرار دیا گیا ہے۔

فرد کی سلامتی

(9) کسی شخص کو زندگی یا آزادی سے محروم نہیں کیا جائے گا سوائے جبکہ قانون اس کی اجازت دے۔

گرفتاری اور نظر بندی سے تحفظ

1- کسی شخص کو جسے گرفتار کیا گیا ہو، مذکورہ گرفتاری کی وجہ سے، جس قدر جلد ہو سکے، آگاہ کئے بغیر نہ تو نظر بند رکھا جائے گا اور نہ اسے اپنی پسند کے کسی قانون پیشہ شخص سے مشورہ کرنے اور اس کے ذریعہ صفائی پیش کرنے کے حق سے محروم کیا جائے گا۔

2- ہر اس شخص کو جسے گرفتار کیا گیا ہو اور نظر بند رکھا گیا ہو، مذکورہ گرفتاری سے چوبیس گھنٹہ کے اندر کسی مجسٹریٹ کے سامنے پیش کرنا لازم ہو گا لیکن مذکور مدت میں وہ وقت شامل نہ ہو گا، جو مقام گرفتاری سے قریب ترین مجسٹریٹ کی عدالت تک لے جانے کے لئے درکار ہو اور ایسے کسی شخص کو کسی مجسٹریٹ کی اجازت کے بغیر مذکورہ مدت سے زیادہ نظر بند نہیں رکھا جائے گا۔

(3) شقات 1 اور 2 میں مذکورہ کسی امر کا اطلاق کسی ایسے شخص پر نہیں ہو گا جسے امتناعی نظر بندی سے متعلق کسی قانون کے تحت گرفتار یا نظر بند کیا گیا ہو۔

(4) امتناعی نظر بندی کے لیے کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا بجز ایسے لوگوں کے خلاف کارروائی کرنے کے لیے جو کسی ایسے طریقے پر کام کریں جو پاکستان یا اس کے کسی حصے کی سالمیت، تحفظ یا دفاع پاکستان کے خارجی امور یا امن عامہ یا رسد یا خدمات کے برقرار رکھنے کے لیے مضر ہو اور کوئی ایسا قانون کسی شخص کو (تین ماہ) سے زیادہ مدت تک نظر بند رکھنے کی اجازت نہیں دے گا تا وقتیکہ متعلقہ نظر ثانی بورڈ نے، اسے اصالتاً سماعت کا موقع مہیا کرنے کے بعد، مذکورہ مدت ختم ہونے سے قبل اس کے معاملہ پر نظر ثانی نہ کر لی ہو اور یہ رپورٹ نہ دے دی ہو کہ اس کی رائے میں مذکورہ نظر بندی کے لیے وجہ کافی موجود ہے۔ اور اگر (تین ماہ) کی مذکورہ مدت کے بعد نظر بندی جاری رہے تو تا وقتیکہ متعلقہ نظر ثانی بورڈ نے، تین ماہ کی ہر مدت کے خاتمے سے پہلے، اس کے معاملے پر نظر ثانی نہ کر لی ہو اور یہ رپورٹ نہ دے دی ہو کہ اس کی رائے میں ایسی نظر بندی کی وجہ کافی موجود ہے۔

تشریح اول: اس آرٹیکل میں "متعلقہ نظر ثانی بورڈ" سے۔۔۔۔۔

(اول) کسی وفاقی قانون کے تحت نظر بند کسی شخص کے معاملے میں پاکستان کے چیف جسٹس کی طرف سے مقرر کردہ کوئی بورڈ مراد ہے جو ایک چیئر مین اور دو سرے دو اشخاص پر مشتمل ہو جن میں سے ایک عدالت عظمیٰ یا کسی عدالت عالیہ کالج ہو یا رہا ہو؛ اور

(دوم) کسی صوبائی قانون کے تحت نظر بند کسی شخص کے معاملے میں متعلقہ عدالت عالیہ کے چیف جسٹس کی طرف سے مقرر کردہ کوئی مراد ہے جو ایک چیئر مین اور دو سرے دو اشخاص پر مشتمل ہو جن میں سے ہر ایک کسی عدالت عالیہ کالج ہو یا رہا ہو۔

تشریح دوم: کسی نظر ثانی بورڈ کی رائے کا اظہار اس کے ارکان کی اکثریت کے خیالات کے مطابق کیا جائے گا۔

(5) جب کسی شخص کو کسی ایسے حکم کی تعمیل میں نظر بند کیا جائے جو امتناعی نظر بندی کے حامل کسی قانون کے تحت دیا گیا ہو تو حکم دینے والا حاکم مجاز مذکورہ نظر بندی سے (پندرہ دن کے اندر) مذکورہ شخص کو ان وجوہ سے مطلع کرے گا جن کی بناء پر وہ حکم دیا گیا ہو اور اسے اس حکم کے خلاف عرضداشت پیش کرنے کا اولین موقع فراہم کرے گا۔

مگر شرط یہ ہے کہ ایسا کوئی حکم دینے والا حاکم مجاز ان امور واقعہ کے افشاء سے انکار کر سکے گا جن کے افشاء کو مذکورہ مجاز عامہ کے خلاف سمجھتا ہو۔

(6) حکم دینے والا حاکم مجاز اس معاملے سے متعلق دستاویزات متعلقہ نظر ثانی بورڈ کو فراہم کرے گا تا وقتیکہ متعلقہ حکومت کے کسی سیکرٹری کا دستخط شدہ اس مضمون کا تصدیق نامہ پیش نہ کر دیا جائے کہ کسی دستاویزات کا پیش کرنا مفاد عامہ میں نہیں ہے۔

(7) امتناعی نظر بندی کے حامل کسی قانون کے تحت دیئے گئے کسی حکم کی تعمیل میں کسی شخص کو اس کی پہلی نظر بندی کے دن سے چوبیس ماہ کی مدت کے اندر، کسی مذکورہ حکم کے تحت امن عامہ کے لئے مضر طریقے پر کوئی فعل کرنے پر نظر بند کئے جانے والے کسی شخص کی صورت میں آٹھ ماہ کی مجموعی مدت سے زیادہ اور کسی دوسری صورت میں بارہ ماہ سے زیادہ کے لئے نظر بند نہیں رکھا جائے گا:

مگر شرط یہ ہے کہ اس شق کا اطلاق کسی ایسے شخص پر نہیں ہو گا جس دشمن کا ملازم ہو یا اس کے لیے کام کرتا ہو یا اس کی طرف سے ملنے والی ہدایات پر عمل کرتا ہو۔ (یا جو کسی ایسے طریقے سے کام کر رہا ہو یا کام کرنے کا اقدام کر رہا ہو جو پاکستان یا اس کے کسی حصے کی سلامیت، تحفظ یا دفاع کے لئے مضر ہو یا جو کسی ایسے فعل کا ارتکاب کرے یا ارتکاب کرنے کا اقدام کرے جو کسی وفاقی قانون میں درج شدہ تعریف کے مطابق کسی قوم دشمن سرگرمی کے مساوی ہو یا جو کسی ایسی جماعت کا رکن ہو جس کا مقاصد میں کوئی مذکورہ قوم دشمن سرگرمی کے مساوی ہو یا جو کسی ایسی جماعت کا رکن ہو جس کے مقاصد میں کوئی مذکورہ قوم دشمن سرگرمی شامل ہو یا جو اس میں ملوث ہو)

(8) متعلقہ نظر ثانی بورڈ کسی نظر بند شخص کی نظر بندی کے مقام کا تعین کرے گا اور اس کے کنبے کے لیے معقول گزارہ الاؤنس مقرر کرے گا۔

(9) اس آرٹیکل میں مذکورہ کسی امر کا اطلاق کسی ایسے شخص پر نہیں ہو گا جو فی الوقت غیر ملکی دشمن ہو۔

منصفانہ سماعت کا حق

(10-الف۔ اس کے شہری حقوق اور ذمہ داریوں کے تعین یا اس کے خلاف کسی بھی الزام جرم میں ایک شخص منصفانہ سماعت اور جائزہ عمل ایک مستحق ہوگا۔)

غلامی، بیگار وغیرہ کی ممانعت

11- (1) غلامی معدوم اور ممنوع ہے اور کوئی قانون کسی بھی صورت میں اسے پاکستان میں رواج دینے کی اجازت نہیں دے گا یا سہولت بہم نہیں پہنچائے گا۔

(2) بیگار کی تمام صورتوں اور انسانوں کی خرید و فروخت کو ممنوع قرار دیا جاتا ہے۔

(3) چودہ سال سے کم عمر کے کسی بچے کو کسی کارخانے یا کان یا دیگر پر خطر ملازمت میں نہیں رکھا جائے گا۔

(4) اس آرٹیکل میں مذکورہ کوئی امر اس لازمی خدمت پر اثر انداز متصور نہیں ہوگا۔

(الف) جو کسی قانون کے خلاف کسی جرم کی بناء پر سزا بھگتنے والے کسی شخص سے لی جائے؛ یا

(ب) جو کسی قانون کی رو سے غرض عامہ کے لئے مطلوب ہو:

مگر شرط یہ ہے کہ کوئی لازمی خدمت ظالمانہ نوعیت کی یا شرف انسانی کے مخالف نہیں ہوگی۔

12- (1) کوئی قانون کسی شخص کو۔

(الف) کسی ایسے فعل یا ترک فعل کے لیے جو اس فعل کے سرزد ہونے کے وقت کسی قانون کے تحت

قابل سزا نہ تھا سزا دینے کی اجازت نہیں دے گا؛ یا

(ب) کسی جرم کے لئے ایسی سزا دینے کی جو اس جرم کے ارتکاب کے وقت کسی قانون کی رو سے اس کے

لیے مقررہ سزا سے زیادہ سخت یا اس سے مختلف ہو، اجازت نہیں دے گا۔

(2) شق (1) میں یا آرٹیکل 270 میں مذکور کوئی امر کسی ایسے قانون پر اطلاق پذیر نہ ہوگا جس کی رو سے تینس مارچ،

سن ایک ہزار نو سو چھپن سے کسی بھی وقت پاکستان میں نافذ العمل کسی دستور کی تنسیخ یا

تخریب کی کاروائیوں کو جرم قرار دیا گیا ہو۔

13- کسی شخص۔

(الف) پر ایک ہی جرم کی بناء پر ایک بار سے زیادہ نہ تو مقدمہ چلایا جائے گا اور نہ سزا دیدی جائے گی؛ یا

(ب) کو، جب کہ اس پر کسی جرم کا الزام ہو، اس بات پر مجبور نہیں کیا جائے گا کہ وہ اپنے ہی خلاف ایک

گواہ بنے۔

14- (1) شرف انسانی اور قانون کے تابع، گھر کی خلوت قابل حرمت ہوگی۔

(2)۔ کسی شخص کو شہادت حاصل کرنے کی غرض سے اذیت نہیں دی جائے گی۔

15۔ ہر شہری کو پاکستان میں رہنے اور دفاع عامہ کے پیش نظر قانون کے ذریعہ عائد کردہ کسی معقول پابندی کے تابع، پاکستان میں داخل ہونے اور اس کے ہر حصے میں آزادانہ نقل و حرکت کرنے وار اس کے کسی حصے میں سکونت اختیار کرنے اور آباد ہونے کا حق ہو گا۔

16۔ امن عامل کے مفاد میں قانون کے ذریعہ عائد کردہ پابندیوں کے تابع، ہر شہری کو پر امن طور پر اور اسلحہ کے بغیر جمع ہونے کا حق ہو گا۔

17۔ (1) پاکستان کی حاکمیت اعلیٰ یا سالمیت امن عامہ یا اخلاق کے مفاد میں قانون کے ذریعہ عائد کردہ معقول پابندیوں کے تابع، ہر شہری کو انجمنیں یا یونینز بنانے کا حق حاصل ہو گا۔

(2) ہر شہری کو، جو ملازمت پاکستان میں نہ ہو، پاکستان کی حاکمیت اعلیٰ سالمیت کے مفاد میں قانون کے ذریعہ عائد کردہ معقول پابندیوں کے تابع کوئی سیاسی جماعت بنانے یا اس کا رکن بننے کا حق ہو گا اور مذکورہ قانون میں قرار دیا جائے گا کہ جبکہ وفاقی حکومت یہ اعلان کر دے کہ کوئی سیاسی جماعت ایسے طریقے پر بنائی گئی ہے یا عمل کر رہی ہے جو پاکستان کی حاکمیت اعلیٰ یا سالمیت کے لئے مضر ہے تو وفاقی حکومت مذکورہ اعلان سے پندرہ دن کے اندر معاملہ عدالت عظمیٰ کے حوالے کر دے گی جس کا مذکورہ حوالے پر فیصلہ قطعی ہو گا۔

(3) ہر سیاسی جماعت قانون کے مطابق اپنے مالی ذرائع کے ماخذ کے لیے جواب دی ہو گی۔

18۔ ایسی شرائط قابلیت کے تابع، اگر کوئی ہوں، جو قانون کے ذریعہ مقرر کی جائیں، ہر شہری کو کوئی جائز پیشہ یا مشغلہ اختیار کرنے اور کوئی جائز تجارت یا کاروبار کرنے کا حق ہو گا: مگر شرط یہ ہے کہ اس آرٹیکل میں کوئی امر مانع نہیں ہو گا۔۔۔۔۔

(الف) کسی تجارت یا پیشے کو اجرت نامہ کے طریقہ کار کے ذریعہ منضبط کرنے میں؛ یا

(ب) تجارت، کاروبار یا صنعت میں آزادانہ مقابلہ کے مفاد کے پیش نظر اسے منضبط کرنے میں یا

(ج) وفاقی حکومت یا کسی صوبائی حکومت یا کسی ایسی کارپوریشن کی طرف سے جو مذکورہ حکومت کے زیر

نگرانی ہو، دیگر اشخاص کو قطعی یا جزوی طور پر خارج کر کے کسی تجارت، کاروبار، صنعت یا خدمت کا انتظام کرنے میں۔

19۔ اسلام کی عظمت یا پاکستان یا اس کے کسی حصہ کی سالمیت، سلامتی یا دفاع، غیر ممالک کے ساتھ

دوستانہ تعلقات، امن عامہ، تہذیب یا اخلاق کے مفاد کے پیش نظر یا توہین عدالت، کسی جرم (کے ارتکاب) یا اس کی ترغیب سے متعلق قانون کے ذریعہ عائد کردہ مناسب پابندیوں کے تابع، ہر شہری کو تقریر اور اظہار خیال کی آزادی کا حق ہو

گا، اور پریس کی آزادی ہوگی۔

19- الف۔ قانون کے ذریعے عائد کردہ مناسب پابندیوں اور ضوابط کے تابع ہر شہری کو عمومی اہمیت کی حامل تمام معلومات تک رسائی کا حق حاصل ہوگا۔

20- قانون، امن عامہ اور اخلاق کے تابع،-----

(الف) ہر شہری کو اپنے مذہب کی پیروی کرنے، اس پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے کا حق ہوگا؛ اور
(ب) ہر مذہبی گروہ اور اس کے ہر فرقے کو اپنے مذہبی ادارے قائم کرنے، برقرار اور ان کا انتظام کرنے کا حق ہوگا۔

21- کسی شخص کو کوئی ایسا خاص محصول ادا کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا جس کی آمدنی اس کے اپنے مذہب کے علاوہ کسی اور مذہب کی تبلیغ و ترویج پر صرف کی جائے۔

22- (1) کسی تعلیمی ادارے میں تعلیم پانے والے کسی شخص کو مذہبی تعلیم حاصل کرنے یا کسی مذہبی تقریب میں حصہ لینے یا مذہبی عبادت میں شرکت کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا، اگر ایسی تعلیم، تقریب یا عبادت کا تعلق اس کے اپنے مذہب کے علاوہ کسی اور مذہب سے ہو۔

(2) کسی مذہبی ادارے کے سلسلے میں محصول لگانے کی بابت استثناء یا رعایت، منظور کرنے میں کسی فرقے کے خلاف کوئی امتیاز روا نہیں رکھا جائے گا۔

(3) قانون کے تابع۔۔۔

(الف) کسی مذہبی فرقے یا گروہ کو کسی تعلیمی ادارے میں جو کچھ طور پر اس فرقے یا گروہ کے زیر اہتمام چلایا جاتا ہو، اس فرقے یا گروہ کے طلباء کو مذہبی تعلیم دینے کی ممانعت نہ ہوگی؛ اور

(ب) کسی شہری کو محض نسل، مذہب، ذات یا مقام پیدائش کی بناء پر کسی ایسے تعلیمی ادارے میں داخل ہونے سے محروم نہیں کیا جائے گا جسے سرکاری محاصل سے امداد ملتی ہو۔

(4) اس آرٹیکل میں مذکور کوئی امر معاشرتی یا تعلیمی اعتبار سے پسماندہ شہریوں کی ترقی کے لئے

کسی سرکاری ہیئت مجاز کی طرف سے اہتمام کرنے میں مانع نہ ہوگا۔

23- دستور اور مفاد عامہ کے پیش نظر قانون کے ذریعے عائد کردہ معقول پابندیوں کے تابع، ہر شہری کو جائیداد حاصل کرنے، قبضہ میں رکھنے اور فروخت کرنے کا حق ہوگا۔

24- (1) کسی شخص کو اس کی جائیداد سے محروم نہیں کیا جائے گا سوائے جبکہ قانون اس کی

اجازت دے۔

(2) کوئی جائیداد زبردستی حاصل نہیں کی جائے گی اور نہ قبضہ میں لی جائے گی بجز کسی سرکاری غرض کے لیے اور بجز ایسے قانون کے اختیار کے ذریعے جس میں اس کے معاوضہ کا حکم دیا گیا ہو اور یا تو معاوضہ کی رقم کا تعین کر دیا گیا ہو یا اس اصول اور طریقے کی صراحت کی گئی ہو جس کے بموجب معاوضہ کا تعین کیا جائے گا اور اسے ادا کیا جائے گا۔

(3) اس آرٹیکل میں مذکور کوئی امر حسب ذیل کے جو اثر انداز نہیں ہو گا۔۔۔

(الف) کوئی قانون جو جان، مال یا صحت عامہ کو خطرے سے بچانے کے لیے کسی جائیداد کے لازمی حصول یا

اسے قبضے میں لینے کی اجازت دیتا ہو؛ یا

(ب) کوئی قانون جس کسی ایسی جائیداد کے حصول کی اجازت دیتا ہو جسے کسی شخص نے کسی ناجائز ذریعے

سے یا کسی ایسے طریقے سے جو خلاف قانون ہو حاصل کیا ہو یا جو اس کے قبضہ میں آئی ہو؛ یا

(ج) کوئی قانون کو کسی ایسی جائیداد کے حصول، انتظام یا فروخت سے متعلق ہو جو کسی قانون کے تحت

متروکہ جائیداد یا دشمن کی جائیداد ہو یا متصور ہو (جو ایسی جائیداد نہ ہو جس کا متروکہ جائیداد ہونا کسی قانون کے تحت ختم ہو گیا ہو)؛ یا

(د) کوئی قانون جو یا تو مفاد عامہ کے پیش نظر جائیداد کا نظام مناسب طور پر کرنے کے لیے یا اس کے ملک کے

فائدے کے لیے مملکت کو محدود مدت کے لیے، کسی جائیداد کا

انتظام اپنی تحویل میں لے لینے کی اجازت دیتا ہو؛ یا

(ه) کوئی قانون جس حسب ذیل غرض کے لیے کسی قسم کی جائیداد کے حصول کے لیے اجازت دیتا ہو۔۔۔

(اول) تمام شہریوں کے کسی مصرحہ طبقے کو تعلیم اور طبی امداد مہیا کرنے کے لیے؛ یا

(دوم) تمام یا شہریوں کے کسی مصرحہ طبقے کو رہائشی اوعام سہولتیں اور خدمات مثلاً سڑکیں، آب رسانی،

نکاسی آب، گیس اور برقی قوت مہیا کرنے کے لیے؛ یا

(سوم) ان لوگوں کو نان و نفقہ مہیا کرنے کے لیے جو بیروزگاری، بیماری، کمزوری یا ضعیف العمری کی بناء پر

اپنی کفالت خود کرنے کے قابل ہوں؛ یا

(و) کوئی موجودہ قانون یا آرٹیکل 253 کے بموجب وضع کردہ کوئی قانون۔

(4) اس آرٹیکل میں محولہ کسی قانون کی رو سے قرار دیئے گئے یا اس کی تعمیل میں متعین کیے گئے کسی معاوضہ کے کافی ہونے یا نہ ہونے کو کسی عدالت میں زیر بحث نہیں لایا جائے گا۔

25- (1) تمام شہری قانون کی نظر میں برابر ہیں اور قانونی تحفظ کے مساوی طور پر حقدار ہیں۔

(2) جنس کی بناء پر کوئی امتیاز نہیں کیا جائے گا۔

(3) اس آرٹیکل میں مذکور کوئی امر عورتوں اور بچوں کے تحفظ کے لیے مملکت کی طرف سے کوئی خاص اہتمام کرنے میں مانع نہ ہو گا۔

(25-الف) ریاست پانچ سے سولہ سال تک کی عمر کے تمام بچوں کے لیے مذکورہ طریقہ کار پر جیسا کہ قانون کے ذریعے مقرر کیا جائے مفت اور لازمی تعلیم فراہم کرے گی۔

26- (1) عام تفریح گاہوں یا جمع ہونے کی جگہوں میں جو صرف مذہبی اغراض کے لیے مختص نہ ہوں، آنے جانے کے لیے کسی شہری کے ساتھ محض نسل، مذہب، ذات، جنس، سکونت یا مقام پیدائش کی بناء پر کوئی امتیاز روا نہیں رکھا جائے گا۔

(2) شق (1) میں مذکور کوئی امر عورتوں اور بچوں کے لیے کوئی خاص اہتمام کرنے میں مملکت کے مانع نہیں ہو گا۔

27- (1) کسی شہری کے ساتھ جو بہ اعتبار دیگر پاکستان کی ملازمت میں تقرر کا اہل ہو، کسی ایسے تقرر کے سلسلے میں محض نسل، مذہب، ذات، جنس، سکونت یا مقام پیدائش کی بناء پر امتیاز روا نہیں رکھا جائے گا؛ مگر شرط یہ ہے کہ یوم آغاز سے زیادہ سے زیادہ (چالیس) سال کی مدت تک کسی طبقے یا علاقے کے لوگوں کے لیے آسامیاں محفوظ کی جاسکیں گے تاکہ پاکستان کی ملازمت میں ان کو مناسب نمائندگی حاصل ہو جائے:

مزید شرط یہ ہے کہ مذکورہ ملازمت کے مفاد میں مصرحہ آسامیاں یا ملازمتیں کسی ایک جنس کے افراد کے لیے محفوظ کی جاسکیں گی اگر مذکورہ آسامیاں یا ملازمتوں میں ایسے فرائض اور کارہائے منصبی کی انجام دہی ضروری ہو جو دوسری جنس کے افراد کی جانب سے مناسب طور پر انجام نہ دئے جاسکتے ہوں۔

مگر شرط یہ بھی ہے کہ پاکستان کی ملازمت میں کسی بھی طبقے یا علاقے کی کم نمائندگی کی مذکورہ طریقہ کار پر تلافی کی جائے گی جیسا کہ مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ایکٹ کے ذریعے تعین کرے

(2) شق (1) میں مذکور کوئی امر کسی صوبائی حکومت یا کسی صوبے کی کسی مقامی یا دیگر ہیئت مجاز کی طرف سے مذکورہ حکومت یا ہیئت مجاز کے تحت کسی آسامی یا کسی قسم کی ملازمت کے سلسلے میں اس حکومت یا ہیئت مجاز کے

تحت تقرر سے قبل، اس صوبے میں زیادہ سے زیادہ تین سال تک، سکونت سے متعلق شرائط عائد کرنے میں مانع نہیں ہو گا۔

28- آرٹیکل 251 کے تابع، شہریوں کے کسی طبقہ کو، جس کی ایک الگ زبان، رسم الخط یا ثقافت ہو، اسے برقرار رکھنے اور فروغ دینے اور قانون کے تابع، اس غرض کے لیے ادارے قائم کرنے کا حق ہو گا۔

حقوق کی تفصیل آئین پاکستان کے آرٹیکل 8 سے 28 تک درج ہیں۔ آئین کے آرٹیکل 8 میں درج ہے کہ مملکت کوئی ایسا قانون نہیں بنائے گی جو شہریوں کے بنیادی حقوق کے منافی ہو، بنیادی حقوق سے متصادم ہر قانون کو کالعدم تصور کیا جائے گا۔ آئین کے اس شق سے نہ صرف بنیادی انسانی حقوق کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے بلکہ یہ شق ریاست کی سمت بھی واضح کرتی ہے۔

جن بنیادی حقوق کی آئین میں گارنٹی دی گئی ہے۔ ان سے آگے بھی ہر شہری کا حق ہے۔ آئین کے ان آرٹیکلز کا ذکر کرنا ضروری ہے جس کے تحت پاکستان میں رہنے والے ہر شخص کو بنیادی حقوق حاصل ہیں۔ شہریوں کے جان و مال اور عزت کا تحفظ حکومت کی بنیادی ذمہ داری ہوتی ہے یہ وجہ ہے کہ ہمارے ملکی دستور کا آرٹیکل 9 اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ ماسوائے جہاں قانون اس کا متقاضی ہو، کسی بھی شخص کو اس کے حق زندگی یا آزادی سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔ آئین کا آرٹیکل 10 کے تحت ملزم کو بھی ضروری تحفظ دیا گیا ہے۔

کسی بھی شخص کو کسی جرم میں گرفتاری کی صورت میں اسے گرفتاری کے وجوہات سے آگاہ کرنا ضروری ہے، اسے اپنے مرضی کا وکیل کرنے کا اور دفاع کا حق حاصل ہے۔ اسی طرح آئین کا آرٹیکل 11 اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ غلامی، بیگار کی تمام صورتیں اور انسانوں کی خرید و فروخت کسی بھی شکل میں ممنوع ہے۔ چودہ سال سے کم عمر بچے کو کسی کارخانے یا پرخطر ملازمت میں نہیں رکھا جاسکتا۔ آئین کے آرٹیکل 14 کے تحت گھر کی خلوت قابلِ حرمت ہوگی۔ لہذا کسی قانونی اتھارٹی کے بغیر کسی کے گھر میں بشمول پولیس گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں۔ آئین کے آرٹیکل 15 کے مطابق ہر شہری کو ملک میں نقل و حرکت کرنے اور ملک کے کسی بھی حصے میں آباد ہونے کا حق حاصل ہے۔ آرٹیکل 25 کے مطابق تمام شہری بلا لحاظ رنگ و نسل و جنس قانون کی نظر میں برابر ہیں اور مساوی قانونی تحفظ کے حقدار ہیں۔

حالانکہ صرف ہمارا آئین ہی نہیں، ہمارا مذہب بھی انسان کی بنیادی حقوق کا علمبردار ہے۔ پاکستان کا قیام بھی ہر شخص کو اپنے خیالات کے اظہار کی مکمل آزادی کے منشور کے تحت عمل میں لایا گیا۔ اگر اس کے باوجود وطن عزیز میں عوام کی اکثریت بنیادی حقوق سے محروم ہیں تو حکومت کے لئے یہ ایک لمحہ فکریہ ہے۔ لہذا اہل اقتدار اور باختیار لوگوں کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ انسانی حقوق کے تحفظ اور ان کی خلاف ورزیوں کی روک تھام میں حائل رکاوٹیں دور کرنے کی سعی کریں۔

فصل سوم آئین پاکستان میں عورتوں کے حقوق

اکیسویں صدی کی پاکستانی عورت کو اس بات پر فخر ہے کہ اس کے سفر کا آغاز محترمہ فاطمہ جناح، بیگم رعنالیقت علی خان، بیگم شاہنواز، سلمیٰ تصدق حسین، بیگم شائستہ اکرم اللہ اور دیگر ایسی ہی بہت سی قابل خواتین کی رہنمائی میں ہوا۔ کوئی بھی قوم اُس وقت تک شان و شوکت کی بلندی کو نہیں چھو سکتی، جب تک اس کی عورتیں اپنے اپنے میدان میں اپنا کردار ادا نہ کریں۔ 1947 کے اواخر میں کراچی میں خواتین کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے قائد اعظم محمد علی جناح نے کہا تھا، ”آدھا پاکستان آپ کا ہے، کیونکہ اس کے حصول میں آپ کا حصہ مردوں سے کم نہیں ہے۔“

خواتین کے حقوق کے تحفظ کے لئے مجموعہ ضابطہ فوجداری 1898، مجموعہ ضابطہ فوجداری 1908 اور تعزیرات پاکستان 1860 کی کچھ دفعات تھیں مگر عائلی معاملات کے لئے مسلم شادیوں کی تنسیخ کا قانون 1939، بچپن کی شادی پر پابندی کا قانون 1929، گارڈین اینڈ وارڈ ایکٹ 1890 وغیرہ جیسے قوانین رائج تھے۔ خواتین کے یہ بنیادی حقوق جو انگریزوں کے بنائے ہوئے ڈیڑھ سو سال سے بھی پرانے ہیں۔ اور بدلتے حالات کی وجہ سے یہ قوانین ناکافی تھے اور ایسے قوانین کی شدت سے ضرورت محسوس کی جانے لگی جو کہ بدلتے وقت کے ساتھ خواتین کے حقوق کی حفاظت کر سکیں۔ پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے۔ اس لیے ضروری تھا کہ ایسے قوانین بنائے جائیں جو کہ اسلامی اصولوں کے مطابق ہوں۔ 1947ء سے لیکر اب 2018ء تک کے 70 سالوں میں چھوٹے بڑے بے شمار قوانین بنائے گئے۔ ذیل میں اب تک خواتین کے حقوق کے حوالے سے جتنی بھی قانون سازی ہوئی یا ترمیمات ہوئیں ان کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔

مسلم عائلی قوانین آرڈیننس 1961

1961ء سے قبل طلاق یا شادی کے اندراج کے لئے کوئی قانون موجود نہ تھا۔ زبانی نکاح یا طلاق ثابت کرنا انتہائی مشکل ہونے لگا اور عورتوں کو خاوند کی وراثت سے بے دخل کر دیا جاتا تھا۔ نان و نفقہ، مہر، بچوں کی ولدیت اور بے شمار ایسے قانونی اور پیچیدہ مسائل خواتین کو درپیش تھے۔ چنانچہ 1961ء میں صدر ایوب نے مرتب کردہ کمیشن کی رپورٹ کو عملی شکل دیتے ہوئے مسلم عائلی قوانین آرڈیننس جاری کیا۔ مسلم عائلی قوانین آرڈیننس کو 1973ء کے آئین میں تحفظ حاصل ہے اور اسے عدالت میں چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔

عائلی عدالتوں کا ایکٹ 1964

1964ء میں عائلی عدالتوں کا ایکٹ معرض وجود میں آیا جس میں دوران مقدمہ عورتوں کو ہونے والی پریشانیوں سے بچانے کا تحفظ فراہم کیا گیا۔ ان قوانین کی موجودگی سے خواتین کو عائلی معاملات میں بہت تحفظ ملا اور بہت سارے مسائل حل ہوئے۔

آئین پاکستان 1973

آئین پاکستان 1973 خواتین کے بنیادی حقوق کا تحفظ کرتا ہے۔ پاکستان میں آئین کے تحت عورتوں کو وہ سارے انسانی حقوق حاصل ہیں جو آئین قانون یا عالمی منشور کے تحت کسی بھی فرد کو حاصل ہو سکتے ہیں اور وہ بلا امتیاز برابر سلوک کی مستحق ہیں۔ آئین پاکستان کے آرٹیکل نمبر 25 کے مطابق قانون کی نظر میں سارے شہریوں کے حقوق برابر ہیں اور صرف جنس کی بنیاد پر کوئی فرق نہیں روا رکھا جاسکتا۔ آئین کے آرٹیکل 9 کے تحت ہر شخص (خواہ مرد یا عورت) کو اپنی جان اور آزادی کے تحفظ کا حق حاصل ہے۔ اس کے علاوہ آئین کے آرٹیکل 14 کے تحت ہر انسان کو عزت و ناموس کے تحفظ کا بھی بنیادی حق حاصل ہے۔ آزاد زندگی گزارنا، مذہبی، تعلیمی، تجارتی، بولنے اور عزت نفس وغیرہ جیسے بنیادی حقوق کی آزادی آئین نے دی ہے۔

جرم زنا (نفاذ حدود) آرڈیننس 1979 اور تحفظ نسواں ایکٹ 2006

1979 میں جرم زنا (نفاذ حدود) آرڈیننس جاری کیا گیا مگر اس کے حوالے سے بہت سے تحفظات کا اظہار کیا گیا اور بالآخر 2006 میں تحفظ نسواں ایکٹ کے ذریعے زنا آرڈیننس اور قذف آرڈیننس مجریہ 1939 میں 29 ترامیم کی گئی تھیں۔ اس قانون کے تحت خواتین کے حوالے سے کافی قانون سازی ہوئی اور عورت کے اغوا، فروخت، زبردستی کی شادی، جس بے جا اور جسم فروشی کے حوالے سے قوانین میں ترمیم کی گئی۔

جوڈیشل پالیسی 2009ء

عائلی مقدمات کی بڑھتی ہوئی تعداد بہت فکر انگیز تھی اور خواتین کی پریشانی کو دیکھتے ہوئے عائلی قوانین میں ترامیم کی گئی جن کا مقصد فوری اور بہتر دادرسی مہیا کرنا تھا۔ فیملی کورٹ ایکٹ میں A-12 کے تحت عدالتوں پر لازم کیا گیا کہ وہ عائلی مقدمات کو جلد از جلد نمٹائیں۔ مقدمہ دائر ہونے کے 6 ماہ کی مدت کے دوران فیصلہ کرنا ہوگا اور اگر کسی قسم کی تاخیر ہو بھی جائے تو بیوی کو حق حاصل ہوگا کہ وہ جوابی دعویٰ کر سکے۔

خواتین دشمن روایات کے امتناع کا ایکٹ 2011ء

خواتین کو کام کرنے کی جگہوں پر جنسی طور پر حراساں کئے جانے اور خواتین دشمن روایات کے امتناع کا ایکٹ 2011 میں آیا۔ اس کے تحت ان بے بس عورتوں کو تحفظ فراہم کیا گیا جو رواجوں اور رسموں کے نام پر قربان کی جا رہی تھیں۔ اس قانون کے تحت تعزیرات پاکستان میں نئی دفعات کا اضافہ کیا گیا جس میں A-310 تعزیرات پاکستان کے تحت کسی بھی رسم (دنی، صوارہ، بدل صلح) کے نام پر عورت کی شادی پر زیادہ سے زیادہ 7 اور کم سے کم 3 سال قید اور 5 سال جرمانہ کی سزا مقرر کی گئی۔ اس کے علاوہ A-498 کے تحت ”عورتوں کو جائیداد (وراثت) سے محروم کرنے پر زیادہ سے زیادہ 10

اور کم سے کم 7 سال قید اور 10 لاکھ جرمانہ یا دونوں سزائیں اکٹھی دی جاسکتی ہیں۔“ B-498 کے تحت زبردستی کسی لڑکی کی شادی کرنے پر 10 سال تک قید کی سزا اور 5 لاکھ جرمانہ یا دونوں سزائیں بیک وقت دی جاسکتی ہیں اور C-498 کے تحت کسی خاتون کی قرآن پاک سے شادی کرنے پر 7 سال قید اور 5 لاکھ جرمانہ کی سزا ہو سکتی ہے۔ دسمبر 2011 کو انسداد تیزاب گردی ایکٹ منظور ہوا جس کے تحت خواتین پر تیزاب پھینکنے والوں کو عمر قید اور 10 لاکھ جرمانہ یا پھر دونوں سزائیں اکٹھی بھی دی جاسکتی ہیں۔

عائلی قوانین میں ہونے والی اہم ترمیمات 2015ء

2015 میں مسلم عائلی قوانین آرڈیننس 1961 اور فیملی کورٹ ایکٹ 1964 میں چند اہم ترمیمات کی گئیں۔ مسلم عائلی قوانین 1961 کی دفعہ 5 میں A-2 کے ذریعے یہ ترمیم کی گئی کہ اب نکاح خواہ نکاح نامہ کے سارے کالمز کو پُر کرے اور کسی بھی کالم پر لمبی لمبی لکیریں مار کر ان کو خالی مت چھوڑے اس سے خواتین کے حقوق کو تحفظ مہیا ہوا۔ اس کے علاوہ اسی قانون کی دفعہ 6 جس میں خاوند کی دوسری شادی سے متعلق درج ہے بیان کیا گیا کہ اگر بیوی کی دائر شکایت ثابت ہو جائے کہ شوہر نے واقعی اجازت کے بغیر دوسری شادی کی ہے تو اسے سزا جو کہ ایک سال تک کی ہو سکتی ہے یا 5 ہزار جرمانہ کی سزا ہو سکتی ہے۔ نیز مسلم عائلی قوانین 1961 کی دفعہ 9 میں یہ بھی شامل کر دیا گیا کہ خاتون اپنے بچے کے نان و نفقہ کے لیے یونین کونسل سے بھی رابطہ کر سکتی ہے۔ پہلے عورت صرف اپنے خرچے کے لیے یونین کونسل میں جاسکتی تھی اور بچے کے خرچے کے لیے اسے عدالت کا رخ کرنا پڑتا تھا مگر اب خاوند سے نان و نفقہ طلب کرنے کے لیے یونین کونسل بھی مجاز ہے۔

گھریلو تشدد سے خواتین کے تحفظ کا قانون ایکٹ 2016ء

2016 میں خواتین کو گھریلو تشدد سے تحفظ مہیا کرنے کے لیے گھریلو تشدد سے خواتین کے تحفظ کا قانون (Protection of Women Agent Violence Act) سامنے لایا گیا۔ اس قانون کی دفعہ 19 کے تحت یہ تحفظ بھی دیا گیا ہے کہ اگر کوئی غلط یا جھوٹی تشدد کی اطلاع دے تو اسے تین ماہ قید اور ایک لاکھ تک جرمانہ کی سزا ہو سکتی ہے یا پھر دونوں سزائیں اکٹھی بھی ہو سکتی ہیں۔ نیز اس جرم کو کرنے والا یا اس کی مدد کرنے والا دونوں کا مقدمہ عائلی عدالتوں میں چلائے جائے گا۔ اس قانون کے تحت پورے صوبے میں دادر سی سینٹرز کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے تاکہ ہر قسم کے تشدد خواہ وہ جسمانی، ذہنی، زبانی یا معاشی ہو کی شکایت گھریلو خواتین کو مدد دی جاسکے۔

غیرت کے نام پر ہونے والے قتل کے خلاف قانون سازی 2016ء

2016 میں ماڈل قندیل بلوچ کے قتل کے بعد غیرت کے نام پر ہونے والے قتل پر سنجیدگی سے قانون سازی

کی ضرورت محسوس کی گئی اور اس کے بعد تعزیرات پاکستان میں چند اہم ترمیمات کی گئیں اور تعزیرات پاکستان میں غیرت کے نام پر قتل کی بیان کردہ سزا دس سال سے بڑھا کر پچیس سال کر دی گئی۔ دراصل غیرت کے نام پر قتل کی آڑ میں خواتین کو جائیداد، ذاتی عناد و تنازعات، رسم و رواج اور گھر و خاندان والے معافی و راضی نامہ کر کے معاملہ دبایا جاتا تھا۔ اس قانون کے تحت غیرت کے نام پر قتل کو فساد فی الارض میں شمار کرتے ہوئے ناقابل راضی نامہ قرار دیا۔ اور راضی نامہ کا حتی اختیار عدالت نے اپنے پاس رکھا۔

سائبر کرائم سے متعلقہ قانون سازی 2015

خواتین کو تحفظ دینے کیلئے سائبر کرائم میں بھی خواتین کے تحفظ کو مد نظر رکھتے ہوئے قانون سازی کی گئی

اور Prevention of Electronic Crime Act 2015 کی دفعہ 13 (Special Protection of)

(Women

کے تحت کسی بھی عورت کو جانتے بوجھتے ہر اسلہ کرنا، اس کی عزت کو ذرائع ابلاغ کے ذریعے نقصان پہنچانا، اس کی تصویروں کو بد لانا، غلط استعمال کرنا، نقصان پہنچانے پر ایک سال تک کی قید اور دس لاکھ روپے تک کا جرمانہ ہو سکتا ہے یا پھر دونوں سزائیں ایک ساتھ بھی ہو سکتی ہیں۔ موجودہ دور میں حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے اسلامی قوانین کے مطابق بہت ساری قانون سازی ہونے کی ضرورت ہے۔ تاکہ عورتیں اعتماد اور تحفظ کے ساتھ اپنی خدمات ادا کر سکیں۔ مگر پھر بھی اب تک ہونے والی قانون سازی بہت حد تک خواتین کو تحفظ فراہم کر رہی ہے۔ صرف ضرورت اس امر کی ہے کہ خواتین کو خود اپنے حقوق سے آگاہی ہو اور انہیں معلوم ہو کہ ملکی قوانین ان کو کیا سہولت اور تحفظات مہیا کرتے ہیں۔

فصل چہارم آئین پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق

اسلام امن محبت اور بھائی چارگی کا درس دیتا ہے اور دنیا کہ تمام مذاہب امن اور یگانگت کا درس دیتے ہیں۔ رسول اللہ محمد نے نجران کے عیسائیوں کے ساتھ جو معاہدہ کیا وہ پورا کا پورا اقلیتوں کے حقوق ان کی جان و مال اور مذہبی آزادی کے متعلق ہے۔ اسلام ایک پر امن مذہب ہے اس نے اپنے ماننے والوں کی تربیت اس انداز میں کی کہ میدان جھگ میں جو لوگ امان طلب کریں ان کو امان دی جائے، جو لوگ معاہدہ بن کر آجائیں اور جزیہ دے کر رہنا چاہیں ان کو قتل نہ کیا جائے، جو معبد خانوں اور گرجہ گھروں میں عبادت میں مصروف ہو ان کو قتل نہ کیا جائے، بچوں، بوڑھوں، کمزوروں، بیماروں، فصلوں، جانوروں، عورتوں وغیرہ کو قتل نہ کیا جائے حتیٰ کہ مردوں وغیرہ کا مثلہ نہ کیا جائے غرض کہ ان کو مسلم معاشرے میں رہتے ہوئے ہر قسم کی مذہبی آزادی ہوگی ریاست ان کے جان و مال اور گرجہ گھروں کے تحفظ کی ذمہ دار ہوگی اور کسی مسلمان کو کسی معاہدہ کو ناحق قتل کرنے کی اجازت نہیں ہوگی اصولوں کے مطابق ثابت بھی ہو جائے تو قاضی

تحقیقات کے بعد فیصلہ کرے گا اور حکومت وقت اس کو سزا دے گی کسی اور کے لیے جائز نہیں کے قانون کو ہاتھ میں لے کر لوگوں کا قتل عام کرتا پھرے بلکہ بنیادی ضروریات میں مسلمانوں کی طرح ان کو بھی آزادی ہوگی۔

پاکستان ایک مسلم اکثریتی آبادی والا ملک ہے یہاں مسیحی، ہندو، پارسی، بودھ اور کیلاشی کے علاوہ دیگر غیر مسلم اقلیتیں بھی آباد ہیں۔ یہاں میں بسنے والی مذہبی اقلیتوں میں سب سے زیادہ تعداد ہندوؤں کی ہے۔ مسیحی آبادی کے اعتبار سے دوسری بڑی اقلیت ہیں اور بودھوں کی تعداد پانچ ہزار کے لگ بھگ ہے۔ بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناحؒ کے رہنما اصولوں کے مطابق اقلیتوں کو بنیادی حقوق اور مکمل مذہبی آزادی حاصل ہے۔ اقلیتی برادری نہ صرف پاکستان سے والہانہ محبت اور عقیدت رکھتی ہے بلکہ ملک کی خوشحالی میں بھی شانہ بشانہ ساتھ دے رہی ہے۔

آئین پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق

پاکستان کا آئین پاکستان میں بسنے والے تمام مذاہب کے پیروکاروں کو مکمل آزادی، سلامتی اور مساوات فراہم کرتا ہے۔ مذہبی بنیادوں پر کسی کے ساتھ کسی قسم کا امتیاز رکھنے کی اجازت نہیں دیتا۔ پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ پاکستان میں کس قدر اقلیتوں کے حقوق اور تحفظات پر توجہ دی جاتی ہے اس کا اندازہ آئین پاکستان کی درج ذیل آرٹیکلز سے ہوتا ہے۔

آرٹیکل ۹

فرد کی سلامتی

کسی شخص کو زندگی یا آزادی سے محروم نہیں کیا جائے گا سوائے اس کہ قانون اس کی اجازت دے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق اسلامی ریاست پر اس امر کی پابندی ہے کہ اپنے ہر شہری کی جان کو تحفظ فراہم کرے۔

آرٹیکل ۲۰

آئین پاکستان کا آرٹیکل ۲۰ کے مطابق مذہب کی پیروی اور مذہبی اداروں کے انتظام کی آزادی کا حق ہر شہری کو حاصل ہے۔ قانون امن عامہ اور اخلاق کے تابع

(الف) ہر شہری کو اپنے مذہب کی پیروی کرنے، اس پر عمل کرنے اور اسکی تبلیغ کرنے کا حق ہوگا۔

(ب) ہر مذہبی گروہ اور اس کے ہر فرقے کو مذہبی ادارے قائم کرنے، برقرار رکھنے اور ان کا انتظام

سنبھالنے کا حق ہوگا۔

آئین پاکستان کی ایک دفعہ ۲۲ مذہب وغیرہ کے بارے میں تعلیمی اداروں سے متعلق تحفظات کو ظاہر کرتی ہے۔

آرٹیکل ۲۲

(۱) کسی تعلیمی ادارے میں تعلیم پانے والے کسی شخص کو مذہبی تعلیم حاصل کرنے یا کسی مذہبی تقریب میں حصہ لینے یا مذہبی عبادت میں شرکت کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ اگر ایسی تعلیم، تقریب یا عبادت کا تعلق اس کے اپنے مذہب کے علاوہ کسی اور مذہب سے ہو۔

(۳) (الف) کسی مذہبی فرقے یا گروہ کو کسی تعلیمی ادارے میں جو کلی طور پر اس فرقے یا گروہ کے زیر اہتمام چلایا جاتا ہو، اس فرقے یا گروہ کے طلباء کو مذہبی تعلیم دینے کی ممانعت نہ ہوگی۔
(ب) کسی شہری کو محض نسل، مذہب، ذات یا مقام پیدائش کی بنا پر ایسے تعلیمی ادارے میں داخل ہونے سے محروم نہیں کیا جائے گا جسے سرکاری محاصل سے امداد ملتی ہو۔

آرٹیکل ۲۵

پاکستان کے شہریوں چاہے وہ کسی مذہب گروہ فرقے یا رنگ نسل سے تعلق رکھتے ہوں آئین پاکستان کا آرٹیکل ۲۵ سماجی اور شہری اعتبار سے برابری فراہم کرتا ہے اور مذہب ذات پات، جنس یا جائے پیدائش کی بناء پر کسی قسم کے امتیاز کی اجازت نہیں دیتا۔ پاکستان میں مذہبی اقلیتوں مردوں عورتوں سب کے حقوق برابر ہیں۔

شہریوں سے مساوات

(۱) تمام شہری قانون کی نظر میں برابر ہیں اور قانونی تحفظ کے مساوی طور پر حقدار ہیں۔
(۲) محض جنس کی بناء پر کوئی امتیاز نہیں کیا جائے گا۔

آرٹیکل ۳۶

آئین کے آرٹیکل ۳۶ کے مطابق ریاست اقلیتوں کے حقوق اور مفادات کا تحفظ کرے گی اور آئین کے ہی آرٹیکل ۸ کے مطابق بنیادی حقوق کے متعارض یا منافی قوانین کا عدم ہوں گے اور پاکستان چارٹر آف ہیومن رائٹس پر بھی عمل درآمد کا پابند ہے۔

دفعہ ۱۸ چارٹر آف ہیومن رائٹس

پاکستان اقوام متحدہ کے ایک رکن ملک کی حیثیت سے چارٹر آف ہیومن رائٹس کا پابند ہے۔ اس چارٹر آف کے آرٹیکل ۱۸ کے مطابق ہر شخص کو اس کے ضمیر کے مطابق مذہب کی پیروی کی مکمل آزادی ہے تاکہ ہر شخص اپنے مذہب پر قائم رہے اور بلا خوف و خطر مذہبی رسوم ادا کرے اور ایک دوسرے کے مذاہب کی عزت و احترام کو فروغ دیتا ہے۔
(۱) ہر شخص کو سوچ ضمیر اور مذہب کی آزادی کا حق حاصل ہو گا اس میں یہ بات بھی شامل ہوگی کہ وہ اپنے پسند کا مذہب یا عقیدہ رکھ سکے اور اپنے مذاہب اور عقیدے کی تعلیمات عبادات اور روایات کی بجا آوری کے ذریعے انفرادی یا

اجتماعی طور پر نجی سطح پر یا اعلانیہ طور پر اپنے مذہب یا عقیدے کا اظہار کر سکے۔

(۲) کسی شخص پر ایسا جبر نہیں کیا جائے گا جو اپنی پسند کا مذہب یا عقیدہ رکھنے کی آزادی کی راہ میں رکاوٹ بنے۔

(۳) کسی شخص کے مذہب یا عقیدے کی آزادی اظہار وہی پابندی لاگو ہوگی جو قانون نے دوسرے

لوگوں کی سلامتی، نظم و ضبط، صحت، اخلاقیات، بنیادی حقوق اور آزادی کی حفاظت کو مد نظر رکھتے ہوئے عائد کی ہے۔

(۴) اس میثاق میں شریک ممالک والدین اور جہاں وہ موجود نہ ہوں قانونی سرپرستوں کی اس آزادی کا

احترام کرنے کا عہد کرتے ہیں کہ وہ اپنے اپنے عقیدے کے مطابق اپنے بچوں کو مذہبی و اخلاقی تعلیم دلائیں۔

پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق کا جائزہ

پاکستان کا آئین پاکستان میں بسنے والے تمام مذاہب کے پیروکاروں کو مکمل آزادی، سلامتی اور مساوات فراہم کرتا ہے۔ مذہبی بنیادوں پر کسی کے ساتھ کسی قسم کا امتیاز رکھنے کی اجازت نہیں دیتا۔ آئین پاکستان کے مطابق سب کو مذہبی آزادی حاصل ہے۔ دنیا کے ہر معاشرے کی طرح پاکستان میں بھی آئین، فرد کی سلامتی کو اہمیت دیتا ہے چاہے وہ کسی بھی مذہب، ذات پات، رنگ نسل سے تعلق رکھتا ہو۔ پاکستان میں آئین کے مطابق اقلیتوں کو مساوی حقوق، مساویانہ سلوک اور ان کو مذہبی اور معاشرتی آزادی کا تحفظ حاصل ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جو حقوق اور تحفظ اقلیتوں کو اسلام نے دیئے ہیں کسی اور مذہب میں اس کی نظیر نہیں ملتی اور جو حقوق اور تحفظات اقلیتوں کو پاکستان میں حاصل ہیں وہ خود ان کی اپنی ریاستوں میں شرمندہ خواب بن کر رہ جاتے ہیں چند ایک مثالیں پیش خدمت ہیں پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق کے متعلق تاکہ ہر ذی شعور جان لے کہ پاکستان میں کس قدر اقلیتوں کے حقوق اور تحفظات پر توجہ دی جاتی ہے۔ پاکستان میں اقلیتوں کو بہت سے حقوق حاصل ہیں مثلاً۔

1۔ سرکاری ملازمتوں کے لیے اقلیتوں کا خاص کوٹا رکھا گیا۔

2۔ اقلیتی ممبران کو ترقیاتی منصوبوں کے لیے خاص فنڈ دیے جاتے ہیں۔ اور جس شہر میں بھی مذہبی عبادت گاہوں کو نقصان پہنچایا گیا تو حکومت وقت کی طرف سے سرکاری خرچہ سے ان کی تعمیر نو کروائی گئی۔

3۔ کمرس اور ایسٹر کے تہوار پر سرکاری چھٹیاں دی جاتی ہیں۔ اور ان کے تہواروں کی میڈیا پر نشر کرنے کے خصوصی انتظامات کیے جاتے ہیں۔

4۔ سکول اور کالجز کے لیے پراپرٹی کی فراہمی اور طلباء و طالبات کے لیے ٹرانسپورٹ کی سہولت کی فراہمی۔

5۔ عیسائیوں کے قومی تہوار پر ان کو نقدی اور ایوارڈ سے نوازا جاتا ہے۔ 1995 میں ایسٹر کے تہوار پر 10 عیسائیوں کو روم بھیجا گیا جس پر 4 لاکھ 72 ہزار خرچ ہوئے۔ اسی طرح 1996 میں 50 عیسائیوں کو سرکاری طور پر اسیر

منانے روم بھیجنے کی منظوری دی گئی۔

6۔ سکھ برادری کو گروہ نانک کی مذہبی رسومات پر حکومتی پروٹوکول دیا جاتا ہے۔

حکومت پاکستان اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ اور مسائل کے حل کیلئے بھرپور اقدامات یقینی بنارہی ہے۔ اس ضمن میں اقلیتی رہنماء اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ اقلیتوں کی مالی مدد، طلبہ کے لیے اسکالرشپ، میڈیکل سہولیات اور عبادت گاہوں کی تعمیر و مرمت کے لئے بھی حکومت خصوصی توجہ دے رہی ہے۔

تاہم پاکستان میں انسانی حقوق کی غیر سرکاری تنظیم "ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان" نے ملک میں آباد غیر مسلموں کے حقوق کے تحفظ اور ان کی زیادہ مذہبی آزادی کو یقینی بنانے کے لیے آئین میں درج ذیل ترامیم کا مطالبہ کیا ہے۔

۱۔ غیر مسلم برادری کے لوگوں کو بیت المال اور زکوٰۃ و عشر سے بھی براہ راست مدد فراہم کرنے کے اقدام بھی کیے جانے چاہئیں۔

ب۔ قیام پاکستان کے بعد یہاں غیر مسلموں کی جائیدادوں اور عبادت گاہوں کے لیے قائم کیے گئے نگران ادارے متروکہ وقف املاک کے 1975ء کے قانون کو ختم کرتے ہوئے یہ املاک یہاں آباد متعلقہ غیر مسلم برادریوں کے سپرد کی جائیں۔

ج۔ ان ترامیم کو بین الاقوامی سطح پر اقلیتوں کے لیے رائج قانون کی شق 20 سے ہم آہنگ کیا جائے۔ اس شق کے مطابق مذہبی منافرت پھیلانے یا مذہب کے نام پر تشدد میں ملوث افراد کو کم از کم دس سال قید اور 25 لاکھ روپے جرمانے کے برابر سزائیں دینے کی تجاویز دی گئی ہیں۔

د۔ وہ قوانین جو آئین پاکستان سے متصادم ہیں کالعدم قرار نہیں دیئے گئے جس سے غیر مسلم طبقات کے خلاف ان قوانین کا استعمال اپنی ذاتی عناد اور دشمنیوں اور مقاصد کے حصول کے لیے ہونے لگا اور اقلیت عدم تحفظ کا شکار ہو گئی اور لوگوں نے انصاف کے فطری اصول اور قانون سے ہٹ کر جانیں لیں جس کی اجازت نہ قانون دیتا ہے اور نہ مذہب کیونکہ جب تک جرم ثابت نہ ہو جائے ملزم کو مجرم قرار نہیں دیا جاسکتا۔

اس لیے ضروری ہے کہ ایسے قوانین جو آئین پاکستان سے متصادم ہیں فوری کالعدم قرار دیئے جائیں اور آئین اور قانون پر سختی سے عمل درآمد یقینی بنایا جائے تاکہ اس ملک میں مذہبی اکثریت اور اقلیت کا جھگڑا ختم ہو جائے اور یہ ملک امن کا گہوارہ بن جائے۔

حوالہ جات

- 1 ابن منظور، أبو الفضل جمال الدین محمد بن عکرمہ بن علی، لسان العرب، دار المعارف، ۴/ ۱۷۷
- 2 محمد علال سی ناصر، التراث الاسلامی و حقوق الإنسان، الفكر العربی المعاصر (عدد ۶۲-۶۳/ ۱۹۸۹) ۳۴
- 3 محمد عیسیٰ احمد، المدخل الفقہی الاسلامی، ص: ۱۶۵
- 4 فاضل الجابری، العدالة الاجتماعية فی الإسلام، ط ۱، قم، المركز العالمی للدراسات الإسلامیة، ۱۴۱۸ھ، ۱۰۳.
- 5 ایضا
- 6 مسند احمد، حدیث نمبر: (۲۳۴۸۹)
- 7 سورة النحل: 90
- 8 سورة البقرة: 228
- 9 سورة البقرة: ۱۴۰